



حسب سابق وہی ہوا جس کا ڈر تھا اسے۔ کوکہ اس نے لاکھ کوشش کی کہ بھیا کی نظر اس پر نہ پڑے اور وہ حمیرا کی بہن کی مندی کے فتنے پر اپنا نیا ٹوپا اسکن کلر سوٹ پہن کر چلی جائے مگر وائے رے نصیب کہ بھیا نے اچانک آکر اس کی ساری خوشی اور خواہش پر پانی پھیر دیا۔

”یہ کس طرح کا اوابیت سوٹ ہے اور کہاں جاری ہو تم اسے پہن کر۔“ وہ فون پر حمیرا سے ہی کہنے آئی تھی کہ حسب وعدہ اپنی گاڑی بھیج دے کہ اچانک بھیا نے لاؤن میں داخل ہوتے ہوئے اسے بری طرح ڈپٹا تھا۔

”وہ بھیا۔۔۔ ان فیکٹ۔۔۔ وہ میں۔۔۔ حمیرا۔۔۔“ ”کیا میں۔۔۔ میں لگا رکھی ہے جاؤ جا کر یہ سوٹ تبدیل کرو۔ کیس جانا بھی ہے تو کوئی ڈھنگ کا موٹا کپڑا پہنو اور خبردار! جو آئندہ تم مجھے اس سوٹ میں نظر آئیں۔“

شیفون کے اسکن کلر سوٹ کو انہوں نے نہایت فحش سے دیکھا تھا جس میں اس کا جسم خاصا نمایاں ہو رہا تھا۔ اندر کاٹن کی لائننگ بھی لگی تھی مگر آستین اور آگے پیچھے کے گلے سے اس کا جسم صاف دکھائی دے رہا تھا۔

آدھی آستینیں وہ بھی بغیر استر کے بھیا کا خون جلائے کو کافی تھیں اس پر غضب یہ کہ اس نے ٹھیک ٹھاک فتنہ کر رکھی تھی۔ وہ بڑے بھی گلے میں جھول رہا تھا۔

بھیا کے حکم پر اس کی آنکھوں میں آنسو ہی تو آئے مگر انہیں ایسے مظہر نظر انداز کرنے میں کمال حاصل تھا ابھی بھی بڑے اطمینان سے رخ پھیر کر بی بی کر لیا تھا انہوں نے۔ لاچار وہ ست قدموں سے الٹی کے کمرے کی طرف چلی آئی اور آتے ہی بیڈ پر گر کر رونا شروع کر دیا۔

کتنی ہی دیر ای ایسے ارے کرتی اس سے روئے سبب معلوم کرنے کی کوشش کرتی رہیں مگر آخری آنسو بہانے تک اس نے ایک لفظ نہ بتا کر دیا اور بولی تو سخت خفا تھی۔ ساری جیولری فوج فوج کر پہلی کارپٹ پر دھیر کر جا چکی تھی۔

”کتنی محنت سے تیار ہوئی تھی اور بھیا نے آکر سب گڑبڑ کر دی۔“

”مگر کیا کیا اس نے۔“ ای ایس نے آفت کے لیے تیار نہیں تھیں پریشان ہو کر پوچھا۔ ”جو اب اس ساری تفصیل ٹھیک مچ لگا کر سناؤ اہل۔“

”ہاں تو اس میں غلط کیا ہے بیٹا! اس کا ڈھنگ اس بڑے رساں سے وہ گویا ہوتی تھیں۔“

”کہہ رہا انسان تن ڈھکنے کو ستر چھپانے کو پہنتا ہے تم لوگوں نے فیشن کے نام پر چند ٹکڑے جوڑ کر بنا دیے ہوئے اس تنگ لباس کو اپنی پسند بنالیا ہے۔ خود کو آئینے میں کیسا لگ رہا ہے یہ سوٹ پھر ویسے بھی تم عصو کا پتا تو ہے اسے نہیں پسند ہیں ایسے لباس احراز کیا کرو ایسے کپڑے پہننے سے رنگ بھی اترتا ہے اور کیرا بھی باریک۔“

ای کو تو ہوش ہی بھیا ٹھیک لگتے تھے۔ ”اف تو گرمی بھی تو دیکھیں نا آپ! اب ایسے کیا میں ویلوٹ کا سوٹ پہن جاؤں وہ بھی آپ ٹاپ گا۔“ اس وقت سخت غصہ آ رہا تھا وہ بے بس کہ بھیا سے لڑ بھی نہیں سکتی تھی ساری کسر اوپر ٹکانا تھی۔

”خیریت تم ابھی تک بیٹیں ہو نہ یا! بھیا بھی وقت کمرے میں آئی تھیں اس کا موڈ اور کارپٹ

بڑی جیولری دیکھ کر بقیہ سوال ان کے منہ میں ہی رہ گیا۔

”ہاں تو اور کہاں جاؤں ہمارے ہاں تو بس دو سڑوں کا دل جلا کر ہی چین ملتا ہے۔“ مارے طیش کے وہ اس وقت کچھ نہیں سمجھ رہی تھی۔

”بائیں بائیں یہ مجھے کیوں کٹ کھانے کو دوڑی ہو تم۔“ بھابھی ہلکی سی مسکراہٹ سمیت اس کے قریب چلی آئیں۔

”بس آپ تو رہنے دیں بھابھی! یہ سب آپ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ آپ نے دب دب کر بھیا کو اتنا شرمناک

ہے کہ اب وہ ہر ایک کو اپنی رعایا سمجھتے ہیں۔ یہ رنگ مت پنو! یہ اسٹینگ چپ ہے اس میں جسم نمایاں ہو رہا ہے فنگ مت کرو، میک اپ مت کرو اتنی بیوی جیولری نہ پنو۔“ آج آپ کی تابعداری اور سلوکی نے میرے لیے بھی مشکل کر دی ہے۔“ اس کے سیکٹے لہجے پر امی اور بھابھی دونوں ہنس پڑیں۔

”پاگل ہو تم تو دنیا! مجھے کب روکاؤ کا ہے انہوں نے ہاں بس یہ کہتے ہیں ایسے خٹے بنا کر بارہ نہ لکھو کہ مرد تمہیں دیکھ کر اپنی آنکھیں سینکیں۔“

”اوندہ! خود چاہے دو سڑوں کی بیویوں اور بیٹیوں کو نظروں ہی نظروں میں سالم نگل لیں۔ ایک تو یہ ہمارے یہاں کے غیرت مند مرد اور ان کے ڈبل اسٹینڈرڈ افکار۔ سخت چڑ ہے مجھے ایسی باتوں سے۔“ اسے اس وقت سامنے بیٹھی امی کا بھی لحاظ نہ تھا۔ جنہوں نے پھر بری طرح گھر کا تھا۔

”شرم نہیں آتی بھائی کے بارے میں ایسی باتیں کرتے۔ ارے اگر وہ تمہیں منع کرتا ہے تو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے، دین اور دنیا کا۔ لباس پہن کر بھی برہنہ رہنے والی عورت کتنی گناہ گار ہوتی ہے معلوم ہے تمہیں۔“ امی سخت چراغ پا ہو گئی تھیں۔ ”خود تو گناہ گار ہوتی ہی ہے ایسی عورت، ساتھ ہی دوسرے مردوں کو ترغیب دینے کا بھی گناہ ملتا ہے اسے۔ پھر سنگھار تو مرد کے لیے ہوتا ہے، تواریوں کو بھلا اتنا جتنے

سنورنے کی کیا ضرورت ہے۔“

ان کا سوال سخت تھا، وہ بری طرح شرمندہ ہو گئی تھی۔ غصے میں غلط بات منہ سے نکل گئی تھی اب امی کی پھٹکار تو نصیب بننا ہی تھی۔

بھابھی بھی مکمل طور پر امی کی باہی تھیں جب ہی خاموشی سے بیٹھی مسکراتی رہیں ان کے انداز میں بھی تاکید تھی۔ خیر ان پر تو بھیا کا رنگ غالب ہے، یہ اس کا خیال تھا مگر مزید اپنے خیالات کا اظہار کرنا بہت خطرناک ہو سکتا ہے سو چپ چاپ وہاں سے اٹھ آئی۔ تاہم احتجاجاً اس نے تعمیراتی بن کی مندی کا بھی بائیکاٹ کر دیا مگر اوپر فکر کے تھی۔

دوسرے دن بھی اس کا موڈ آف ہی رہا، تاہم بھابھی نے سمجھا بھاکر اسے شام کے فنگش میں چلنے کے لیے تیار کر لیا تھا۔ وہ بھی اس شرط پر راضی ہو گئی تھی کہ حسبِ خواہش تیار ہونے کے بعد بھابھی اسے بھیا کی نظروں سے بچا کر لے جائیں گی اور چونکہ بھابھی کی ہمدردی ہمیشہ سے اس کے ساتھ تھی، سو انہوں نے



کچھ سوچ کر حای بھری۔

”بس جلد تیار ہو جانا، تمہارے بھیا کے آنے سے پہلے چلے چلیں گے پھر میں تمہیں ڈراپ کر کے آجاؤں گی۔“ انہوں نے الٹی میٹم دے دیا تھا۔ اسے کیا چاہیے تھا خوشی خوشی بھاگ گئی تیار ہونے۔

امی نے دے لفظوں میں سمجھانا بھی چاہا مگر بھیا بھی نے نرمی سے انہیں قائل کر لیا کہ ابھی اندیا کی عمر ہی کیا ہے، ایسے میں بچے سنورنے کا شوق کچھ غلط تو نہیں۔

بھیا بھی کی سپورٹ حاصل ہوئی تو اس نے کل سے بھی زیادہ سولہ سنگھار کیے اور سرے پر تکیہ کر کہا ہر ٹکل آئی۔ ”جلدی چلے بھیا بھی! بھیا کے آنے میں بس پندرہ منٹ رہ گئے ہیں۔“

”ہوں چلو۔“ وہ میگزین رکھ کر انھیں تو اس کی طرف ستاسی نظروں سے دیکھا۔

”ماشاء اللہ۔“ امی نے بھی بے ساختہ کہا تھا۔ جو اب ”وہ خوشی سے گلزار ہو گئی تھی۔ بھیا بھی نے کہا۔ ”دیکھو گیارہ بجے تک میں تمہارے بھیا کے ساتھ آؤں گی۔ یہ شل رکھ لو ان کے سامنے اسے اوڑھ کر باہر نکلتا تاکہ۔“

”اوکے اوکے۔“ ان کے اوھو رے جملے سے ہی وہ ان کا مانی الضمیر سمجھ گئی تھی۔ سو سہلا کر چل دی۔

بھیا بھی کو خدا حافظ کہہ کر وہ سیدھی حمیرا کے پاس آئی جو اپنی کزنز کے جھرمٹ میں کھڑی تھی۔ سب کی سب طرح دار اور بے حد فیشن زدہ لڑکیاں تھیں۔ حمیرا نے بھی کچھ کم سنگھار نہ کیا تھا اور اس مقابلہ حسن میں باقی بھی سب پیش پیش تھیں۔ اپنی تیاری جو کہ گھر میں اسے حد اور ضرورت سے زیادہ لگ رہی تھی، یہاں آکر کافی نارمل لگی۔

ذرا درمیں ہی سب گاڑیوں میں بیٹھ کر لڑکے والوں کے گھر چلے وہاں عالم دو سرا تھا، ایک تو لڑکے کی کزنز اور بہنیں تھیں ہی کتنی کی، دوسرے خاصی سادگی پسند تھیں۔ اسے لڑکے والوں کے گھر کا ماحول خلاصا قدامت پسند لگا، تاہم لڑکے وہاں وافر تعداد میں موجود تھے جن کی بے باک نظریں اور گستاخ خوشیاں حمیرا کی

تمام کزنز ہنس ہنس کر برداشت کر رہی تھیں۔

لگانوں کا مقابلہ ہوا تو بھی لڑکوں نے ہی دھماکا ڈالا۔ یہاں سے بھی حمیرا سمیت کافی لڑکیاں کمر کس کے میدان میں اتر پڑیں۔ اسے کچھ عجیب سا لگا اپنے گھر اور خاندان میں اس نے ایسا ماحول کب دیکھا تھا بلکہ حمیرا کا گروپ جو ان کرنے سے پہلے وہ بھی بھیا بھی کی طرح ہی رہتی تھی۔ سادہ جملے میں، ہلکے رنگوں والے ملبوس زب تن کیے۔

اس وقت بھی حمیرا کی چار سالہ رفقت کے پیچھے سے اپنے خاندانی ماحول کا اثر یکدم غائب آیا تھا اس پر منہ بنا کر وہ ایک طرف آتی تھی کیونکہ حمیرا کی بقیہ کزنز لڑکوں کی ہونگ تک کا جواب دیتے دیتے ان کے ساتھ ہی کھل مل رہی تھیں۔

”ارے آپ تو اس نہیں کریں گی؟“ اچانک وہ لڑکا جو لڑکے والوں کی طرف سے سب سے زیادہ پیش تھا اس کے پاس آکر بولا۔ اس نے چونک کر قدرے ناگواری سے اسے دیکھا۔

”جی نہیں، مجھے نہیں آتا۔“ اس کا لہجہ روکھا تھا مگر سامنے والا غالباً ”وہیٹ تھا“ ہنس کر بولا۔

”کمال ہے اتنا اچھا نگر ہے آپ کا“ میں نے تو دیکھ کر یہ ہی سمجھا شاید باقاعدہ ڈانسنگ کلاسز اٹینڈ کر کے خود کو اتنا اثر کیونٹا پایا ہے آپ نے۔“

اسے سرتاپہ ستاسی نظروں سے سراہتے ہوئے اس نے کچھ اس انداز میں کہا تھا کہ وہ پسند نہیں ہو گئی، اتنی بے جالی اس نے آج تک نہ دیکھی تھی نہ سنی۔ اس پر اس لڑکے کی نظریں۔

”چلے چلے آئیے نا ایک آدھ اسٹیپ لے لیں میرے ساتھ، خود بخود تھرکنے لگیں گی آپ، ایسا جادو

ہے میرے ساتھ میں۔“ وہ غماز آؤں لہجے میں کہہ رہا تھا۔ وہ بری طرح پھرا تھی۔ ایسی ادبیات نظریں اور بے ہودہ آفراس کا دل غسلا گئی۔

”موری، میں نے کہا کہ مجھے نہیں آتا یہ سب۔“ وہ زہر خند ہو رہی تھی۔

”میں سکھاتا ہوں۔“ اس نے ہاتھ بڑھا کر

مسکراتے ہوئے آفری تھی۔

”نو تھینکس۔“ بے انتہا مشتعل لمحے کو اس نے
بہ شکل قابو میں کیا۔ تاہم اتنے سخت انداز میں اس نے
اتنی بات کی تھی کہ وہ لڑکا اپنی جگہ کھڑا رہ گیا اور وہ طبعی
بھتیجی حمیرا کے گروپ کی طرف آگئی۔

”خیریت، تمہیں کیا ہوا۔“ حمیرا ڈانس کرنے سے
آگیا ہوا ہیڈسٹوڈ پٹہ جھلا جھلا کر سکھارہی تھی۔ اس کے
تپور دیکھ کر بے ساختہ پوچھ بیٹھی اور چونکہ وہ اس وقت
سخت طرارے میں تھی ساری بات کہہ سالی۔

”تو اس میں خفا ہونے والی کیا بات ہے؟“ اس نے
تمہارے نگر کی تعریف ہی تو کی ہے بدحوہ۔“ حمیرا نے
ساری بات سن کر بڑے مزے سے کہا تھا۔

”اور یوں بھی تم نے ڈریس پہنا بھی تو ایسا ہے
اتنی فٹنگ اور لائٹ کلر۔ چاہتی تو تم بھی یہ ہی ہوگی تاکہ
یہاں کے لڑکے تمہیں سراہیں یا کوئی احمق متاثر ہو کر
رشتہ ہی لے آئے تمہارے گھر۔“ ہینڈ فٹنگ

(شوہر کی تلاش) کا یہ بھی ایک طریقہ ہے۔ تو پھر اتنا
خبرہ کیوں دکھا رہی ہو۔“ صہبائی وہ لڑکی حمیرا کی نجانے
کون سی کزن تھی؟ انتہائی طنز سے لمحے میں کچھ اس طرح
اس نے یہ الفاظ کہے تھے کہ باقی سب بھی سمجھنا
انداز میں اسے دیکھنے لگی۔

بات ہی ایسی تھی کہ ایک لمحے کو وہ سن ہی رہ گئی۔
اتنے بے عزت کر دینے والے پہلے اس نے کبھی نہیں
سنے تھے اس پر یہ ریکگ الزام کہ وہ لڑکوں کو پھانسنے
کے لیے سر سے پیر تک سنوری ہے اسے بری طرح
الگ کیا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی وہی لڑکا اچانک
چلا آیا تھا اور اس پار اس نے صہبا کو اپنے ساتھ ڈانس
کرنے کی آفر دی تھی جسے اس نے ایک اوائے خاص
سے قبول کرتے ہوئے دنیا کی طرف دیکھا تھا۔ طنز
تمسخر اور لٹھیک۔ کیا کچھ نہ تھا اس کی آنکھوں میں
کہ وہ خود اپنی نظر سے گر گئی۔ یکدم دل اچاٹ ہو گیا
تھا۔ حمیرا اس کی طرف سے ایک لفظ نہ بولی نہ ہی اس
کی کانچ گروپ نے کوئی ساتھ دیا تھا اس کا بلکہ دبے

دبے لمحے میں اس نے ان کو کہتے سنا۔

”ہائے بے چاری مل کلاس لڑکیاں۔ فیشن بھی
اپناتا چاہتی ہیں اور لڑکے ٹریپ کرنا بھی۔ مگر ظاہر داری
کا“ شرفناہ بن چھوڑنا مشکل ہوتا ہے ان کا۔“

”اور نہیں تو کیا؟“ ان کے گھر والے تو خود ان کو سر
سے دیر تک سجا رہا کر بیٹھتے ہیں کہ امیر گھر کی کوئی مولیٰ
آسانی پھانس لائیں۔“

”اس پر ان کا خروہ تو دیکھو۔“ وہ سب مل کر ہنس رہی
تھیں اور باوجود سخت غصے کے اس سے کچھ کہنا نہ جا رہا
تھا۔ بے اختیار قدم اندر کی طرف اٹھے تھے بڑے
سے گھر کے ہر کمرے میں فون سیٹ موجود تھا۔ اس
نے مرکا ٹی انداز میں گھر کا نمبر پیش کیا تھا۔

بھیا گھر موجود تھے انہوں نے ہی فون ریسیو کیا تھا
اور اس کے اندر اتنا غبار بھرا تھا کہ وہ بے اختیار سی
ہو کر رو دی۔ بھیا کا گھبراہٹ فطری تھا۔ وہ پے درپے سوال
کر رہے تھے مگر اس کا ایک ہی جواب تھا۔

”پلیز صہبا! مجھے لینے آجائیں میرے سر میں شدید
ہو رہا ہے۔“

اتنا وہ جانتے تھے کہ وہ نازک مزاج ہے۔ سرور کی
تو اسے بالکل برداشت نہیں سو فوراً ہی چلے آئے پھر
حمیرا نے لاکھ اسے روکنا چاہا مگر اسے سب سے بے انتہا
بے زاری ہو رہی تھی اور یوں بھیا بھی کے آتے ہی اس
نے چادر کی انوکھے جذبے کے تحت اپنے گروپ بیٹی تو
جیسے خود کو محفوظ بنائوں میں محسوس کر کے پر سکون سی
ہو کر گاڑی میں آ بیٹھی۔

بھیا بھی کلفتی پریشان تھیں اس کے ذوق و شوق سے
کی گئی تیاری کے برعکس اس وقت اس کا موڈ سخت
خراب تھا مگر اس نے خود پر کنٹرول کر کے سارے
سوالوں کے تسلی بخش جواب دیے تھے جس سے ان
دونوں کو تسلی ہو گئی تھی۔

تاہم اس دن کے بعد سے وہ یکدم سی بدل گئی تھی۔
بھیا کی روک ٹوک کی اصل وجوہات آج کچھ میں آگئی
تھیں۔ اب اس نے جانا تھا کہ کیوں امی اور بھائی
سلوکی کو اہمیت دیتی ہیں۔ صحیح کہتی ہیں امی کہ عورت کا

سنگھار تو اس کے شوہر کے لیے ہونا چاہیے۔ نہیں تو یہ حسن و زینت اسے غیر محرم مردوں کی تفریح کا سامان بنا دیتی ہیں۔

کچھ عقل نے راہ بھائی تھی اور کچھ صہبا کے الفاظ اور اس لڑکے کی مکرر نظروں کی برچھیاں تھیں کہ اس نے اس دن کے بعد سے جیسے خود کو بھیا کے بنائے ہوئے سانچے میں ڈھال لیا تھا۔ اب نہ اسے یہ چار گز کی چادر پوری ملتی تھی نہ ڈھلے ڈھالے کپڑے۔

پھر یوں ہوا کہ وقت کا چچی پر لگا کر اڑنا چلا گیا اور اس کے ایم اے پاس کرتے ہی پیادیس سدھارنے کا الٹی میٹم دے دیا گیا۔ اسے انکار کس بات پر ہو سکتا تھا؟ وہ حسبِ نشاءِ تعلیم مکمل کر چکی تھی۔ اب امی اور بھیا کے کندھوں کا بوجھ اتارنے میں اس نے کوئی رکاوٹ نہ ڈالی۔

رخصتی والے دن تو اس کی چھب ہی نرالی تھی۔ سالوں بعد سنگھار کیا تھا اور وہ بھی اتنے کد ار شرارہ سوٹ اور ڈھیروں طلائی زیوروں کے ساتھ۔ قیامت تو اسے لگتا ہی تھا۔ جس نے دیکھا ماشاء اللہ کہے بنا نہ رہ سکا۔ امی تو نظر اتارتے نہ تھک رہی تھیں۔ حتیٰ کہ جب اس نے خود کو آئینے میں دیکھا تو شرماسی گئی۔ آج واقعی وہ ”کسی“ کے لیے تھی۔ آج کے خوبصورت احسانات اس کے دل کو چھو گئے۔

”اف نہ دیا کہ وہ لہا کی تو کن خیر نہیں۔“ یہ سب کی مشترکہ رائے تھی جسے سن کر وہ من ہی من مسکرا دی تھی اور پھر یہ سچ ثابت بھی ہوا۔ عہدِ ایک نظر ڈال کر ہٹانا ہی بھول گیا تھا۔ اس بات پر کتنا چیخڑا تھا سب نے اسے مکرر دھیٹ ہٹا اسے بار بار نگاہوں کے رستے دل میں اتارنا رہا۔

اس کی نظریں کیسے گید گدا رہی تھیں اسے آج کوئی ابھین نہیں ہو رہی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ اس کے شوہر کی نگاہ ہے جو اسے سراپے دیکھنے اور اس کے روپ سے اپنے دل کو ٹھنڈک پہنچانے کا اصل حقدار ہے۔ یہ اتنا حقدار ہے اس کا۔ (اور آج سے پہلے نبھانے کن کن لوگوں نے مجھے

کن کن نظروں سے دیکھا ہوگا بغیر کسی حق بغیر کسی پاکیزگی کے، نامحرم نظروں کی برچھیاں کیسی فوسلی تھیں کہ سوچ کی ایک لہر اسے خود سے شرمسار کر گئی۔

”پلیز نہ دیا! یہ اسکن کلر لے لو نا کتنا خوبصورت ہے۔“ عہد کی شاہنگ بر عہدیم کا اصرار تھا اس نے ایک نظر کپڑے کی طرف دیکھا اور پھر ”بہت باریک ہے“ کہہ کر دوسری ساڑھی دیکھنے لگی۔

”تم آن یا راتم میری خاطر پین لینا اسے۔“ عہدیم بعد تھا۔

”ٹھیک ہے مگر پھر بھی صرف کمرے میں پہنوں گی یہ سوٹ کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ نامحرم میرے جسم کے خدو خال دیکھ کر اپنی آنکھیں سینگیں پھر کیا یہ آپ کو اچھا لگے گا کہ آپ کی بیوی دوسروں کی تفریح کا سامان بنے۔“

اس فٹنگ والے ریڈی میڈ سوٹ میں وہ کوئی تبدیلی لا بھی نہیں سکتی تھی، اس لیے سنجیدگی سے بولتی چلی گئی۔ عہدیم کو یقیناً ”اس جواب کی امید نہیں تھی۔ ایک لمحے کے لیے چپ سا ہو گیا۔

”ہوں ٹھیک کتنی ہو تم میرے ذہن میں یہ خیال آیا ہی نہیں۔ چلو ٹھیک ہے وہ سوٹ لے لو، خوبصورت بھی ہے اور تمساری پسند کے مطابق بھی۔“ اس نے بلو کڑھائی والے سوٹ کی طرف اشارہ کیا۔

”اور آپ کی۔“ اس نے تشویش سے عہدیم کی طرف دیکھا۔

”اب تو میری پسند بھی یہی ہے بھی!“

عہدیم کا جان دار قہقہہ اس کی ساری فکر اور کشافت دھو گیا۔ اس نے مسکرا کر وہ سوٹ پیک کر لیا۔ اگر ہمارے معاشرے میں عورت اپنے افکار اور کردار کو مذہب اور انسانی نفسیاتی کے سانچے میں ڈھال لے تو کوئی بعید نہیں کہ مرد کا نفس بے لگام ہونا چھوڑ دے گا۔

